رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر ۔ غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ
ششماہی ۸
سہ ماہی ۴ روپے ۱۲

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۴۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ جون ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے :۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری ضلع گجرات کی بعض جماعتوں کا دورہ کرنے کے بعد واپس آ گئے ہیں :۔

آج طالبات نصرت گرلز ہائی سکول میں محترمہ محمودہ صاحبہ بنت ڈاکٹر عبد الغنی صاحب نے انگریزی میں زنجبار کے حالات سُنائے :۔

افسوس ۔ محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی کا بچہ فوت ہو گیا ۔ احباب دعائے نعم البدل کریں :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ملازمت پیشہ اصحاب کے بعض قابلِ اصلاح افعال

در اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں ان میں بہت کم ایسے ہونگے ۔ جو پورے طور پر صوم اور صلوٰۃ کے پابند ہوں ۔ اور جو ان ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں ۔ جو ابتلا کے طور پر ان کو پیش آتے رہتے ہیں ۔ میں ہمیشہ ان کے مونہہ دیکھ کر حیران رہا ۔ اور اکثر کو ایسا پایا ۔ کہ ان کی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو ۔ یا حرام کے ذریعہ سے محدود تھیں ۔ اور بہتوں کی دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دُنیوی ترقی کے لئے مصروف پائی گئیں ۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے ۔ کہ جو محض خدا تعالےٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاقِ فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکساری اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں ۔ بلکہ بہتوں کو تکبر اور بد چلنی اور لاپروائی دین اور طرح طرح کے اخلاقِ رذیلہ میں شیطان کے بھائی پایا ۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کی یہ حکمت تھی ۔ کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو ۔ اس لئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا ۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وُہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے

من بہر جمعیتے نالاں شُدم
جفتِ خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
وز درونِ من نجست اسرارِ من

(کتاب البریہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۰ جون ۱۹۳۷ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے:

نمبر	نام	مقام
۴۰۶	محمد داؤد صاحب	ڈھاکہ
۴۰۷	چودہری اللہ داد صاحب	ضلع گجرات
۴۰۸	راجہ خان صاحب	"
۴۰۹	لال خان صاحب	"
۴۱۰	فضل بیگم صاحبہ	"
۴۱۱	نعمت بی بی صاحبہ اہلیہ راجہ خان صاحب	"
۴۱۲	نعمت صاحبہ اہلیہ لال خان صاحب	"
۴۱۳	منظور بیگم صاحبہ	"
۴۱۴	سعیدہ بیگم صاحبہ	"
۴۱۵	بشیر احمد صاحب	"
۴۱۶	ولائت صاحب	"
۴۱۷	شریف احمد صاحب	"
۴۱۸	فتح بیگم صاحبہ	"
۴۱۹	نذیر بیگم صاحبہ	"
۴۲۰	مائی عائشہ بی بی صاحبہ	"
۴۲۱	فضل بیگم صاحبہ	"
۴۲۲	غلام قادر صاحب	"
	فاطمہ صاحبہ	"
۴۲۴	امینہ صاحبہ بنت عبد اللہ صاحب	ضلع گجرات
۴۲۵	ہاجرہ صاحبہ	"
۴۲۶	جیونی صاحبہ	"
۴۲۷	محمد حسین صاحب	"
۴۲۸	عائشہ بی بی صاحبہ	"
۴۲۹	جنت بی بی صاحبہ	"
۴۳۰	فتح بی بی صاحبہ	"
۴۳۱	رحمت صاحب	"
۴۳۲	میر بیگم صاحبہ	"
۴۳۳	نعمت صاحبہ اہلیہ محمد خان صاحب	"
۴۳۴	فضل حسین صاحب	"
۴۳۵	غلام حسین صاحب	"
۴۳۶	نور حسین صاحب	"
۴۳۷	سیدا بیگم صاحبہ	"
۴۳۸	احمد صاحب	"
۴۳۹	رحمت صاحب	"
۴۴۰	امینہ بی بی صاحبہ بنت نور الدین صاحب	"
۴۴۱	نذیر بیگم صاحبہ	"

جاوا میں تبلیغِ احمدیت

خاکسار ماہ مئی کے شروع میں ایک مختصر سے دورہ کے لئے روانہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے علاقہ سونڈا کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں جانے کا موقعہ ملا۔ ہر جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ گارت میں مولوی عبد الواحد صاحب کے ہمراہ ایڈونٹس اور پروٹسٹنٹ پادریوں سے گفتگو کی۔ پادریوں سے جب کبھی گفتگو کا موقعہ ملتا ہے۔ تو احمدیت کا نام سنتے ہی وہ طرح طرح کے حیلوں سے موقعہ کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ خود اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ احمدیت کے قوی اور صحیح دلائل کا جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ گارت میں بھی ان لوگوں نے یہی رویہ اختیار کیا۔ پہلے تو جس کے پاس جاتے وہ مصروفیت کا عذر کرتا۔ پھر بوقت گفتگو ہر طریقہ سے ٹالنا چاہتا۔

یوم تحریک جدید کو بندہ نے دو مختلف شہروں کی جماعتوں بوگر اور بتاویہ میں لیکچر دیئے۔ بتاویہ کی جماعت نے بہت بڑے پیمانے پر جلسہ منعقد کیا۔ اور دیگر تمام انجمنوں کو بھی مدعو کیا۔ حاضرین چار سو سے زائد تھے۔ اسی طرح یہاں کی تمام جماعتوں نے نہائت جوش سے یوم تحریکِ جدید کو جلسے منعقد کئے۔

علاوہ ان خطبات کے جو بندہ نے خود دیئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ "مومن اور منافق میں فرق" کا ترجمہ ملائی زبان میں شائع کر کے تمام جماعتوں کو پہونچایا۔ اسی طرح مختصراً یا تفصیلاً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات احباب جماعت تک پہونچاتا رہتا ہوں۔

ماہ اپریل میں کشتی نوح کا درس ملائی زبان میں مکمل کیا۔ اس ماہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب نشان آسمانی کا درس ختم کیا۔ جماعت بوگر نے مسٹر محمد یقین صاحب کو جو کہ ایک عرصہ تک قادیان میں طالب علم رہے ہیں۔ بطور استاد بلا لیا ہے وہ جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور عربی اور اردو کی تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان مسٹر محمد طیب صاحب قطاکی ملایا کی طرف تبلیغ میں خوب مصروف ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو انہوں نے پیغام حق پہونچایا ہے۔ اور وہاں پر ترقی کی بہت امید ہے۔ جماعت کے دیگر احباب بھی خوب تن دہی سے تبلیغ میں مصروف ہیں:

خاکسار ملک عزیز احمد خان مجاہد جاوا

اساتذہ اور معلمین کی ضرورت

نظارت ہذا کو مختلف اوقات میں مدرسین اور معلمین کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسی طرح بعض جماعتوں کی طرف سے معلمین کا مطالبہ ہوتا رہتا ہے۔ لہذا اس لائن کی ملازمتوں کے خواہشمند اصحاب اپنی درخواستیں نظارت ہذا میں بھجوائیں نظارت ہذا ان درخواستوں کو محفوظ رکھے گی۔ اور حسب ضرورت درخواست کنندگان کو کام پر لگا دیا کرے گی:

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

قسط واپسی قرضہ چالیس ہزار

احباب کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ماہ جون ۱۹۳۷ء میں واپسی قرضہ مبلغ ایک ہزار کا قرعہ۔ ایک ایسے دوست کے نام نکلا ہے۔ جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اور یہ روپیہ ان کو ادا کیا جا رہا ہے۔ ناظر بیت المال

درخواستِ دعا

میری ہمشیرہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ بیگم میاں محمد احمد خان صاحب کو چند روز سے ہاتھوں پر ایگزیما سے سخت تکلیف ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں۔ مرزا حمید احمد

درخواست ہائے دعا: (۱) چودھری فتح محمد صاحب جنرل سکرٹری راولپنڈی چند دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ظہور الحسن (۲) مولوی قاسم علی صاحب قادیانی کی بیوی سخت علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید احمد وکیل رام پور

611

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرتسر میں بے قصور مسلمانوں پر سکھوں کے ظالمانہ حملے

سکھ مسلم فساد کی وہ آگ جو ضلع گجرات کے ایک گاؤں آہلہ میں نمودار ہوئی۔ سکھوں کی سینہ زوری اور تشدد پسندی کے باعث امرتسر میں پہنچکر یکلخت بھڑک اٹھی۔ اور دو گھنٹہ کے عرصہ میں ۸۰ کے قریب بے گناہ مسلمانوں کو زخمی کرنے اور ایک کو گھاٹ اتارنے کا باعث بن گئی۔

امرتسر کے اس حادثہ کے جو حالات اس وقت تک اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے۔ کہ شر پسند اور فتنہ پرداز سکھوں نے موضع آہلہ کا غصہ امرتسر کے بے خبر مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے نکالا ہے۔ اور پولیس جس نے آہلہ میں سکھوں کی حفاظت کے لئے مسلمانوں پر دو بار گولیاں چلا کر چند ایک کو موت کی گود میں سلا دیا۔ اور کئی ایک کو ہسپتال میں پہونچا دیا۔ امرتسر میں سکھوں کے حملوں سے مسلمانوں کو بچاتے وقت اتنی محتاط ہو گئی۔ کہ اس کی وجہ سے کسی سکھ کی نکسیر تک نہیں پھوٹی۔ حالانکہ ایک طرف تو سکھ بے تحاشا جس مسلمان کو دیکھتے۔ اس پر حملہ آور ہوتے تھے۔ اور دوسری طرف پولیس کی اچھی خاصی جمعیت قیام امن کے نام سے اعلےٰ افسروں کی معیت میں موقعہ پر موجود تھی۔

اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمانوں پر سکھوں نے بالکل اچانک حملہ کیا بے خبری کی حالت میں ان پر ٹوٹ پڑے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ خطرہ اسی وقت سے پیدا ہو چکا تھا۔ جبکہ آہلہ کے فساد میں ایک مقتول سکھ کی لاش امرتسر لائی گئی۔ اور پھر لمحہ بہ لمحہ اس خطرہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ ۱۷۔ جون کی رات کو لاش امرتسر پہونچی۔ اور ۱۸ کو گورو کے باغ میں سکھوں نے ایک بہت بڑا ماتمی اجتماع کیا۔" جس میں سکھ لیڈروں نے مسلمانوں کے ضلع گجرات میں بزدلانہ حملوں کی پر زور مذمت کی۔" (ہندو ۲۰۔ جون) اس کے بعد ارتھی کا جلوس جو بیس تیس ہزار سکھوں پر مشتمل گورو رامداس سرائے سے شروع ہوا۔ سکھ کرپانوں اور لاٹھیوں سے مسلح تھے۔" (احسان ۲۰۔ جون) اس جلوس کا پروگرام ایک دن قبل مشتہر ہو چکا تھا۔ اس لئے پولیس کی طرف سے شہر کا امن قائم رکھنے کے لئے رات سے ہی بہترین انتظام کر دیئے گئے تھے۔ جلوس کے ساتھ پولیس بھاری تعداد میں موجود تھی۔" (ملاپ ۲۰۔ جون) "جب یہ جلوس بازار بانساں والا میں پہونچا۔ تو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اینٹ جلوس پر پڑی۔ اس بات نے سکھوں کو مشتعل کر دیا سکھ لڑکوں کا جو جتھہ سب سے آگے تھا۔ اس نے ایک بانسوں کی دوکان کو لوٹ لیا اس پر ایک مسلمان نے ان کو روکا۔ سکھوں نے کلہاڑیوں۔ لاٹھیوں اور تلواروں وغیرہ سے مسلح ہو کر مسلمان دوکانداروں پر اور راہگیروں پر حملے شروع کر دیئے۔" (ہندو ۲۰۔ جون)

اس بارے میں دوسرے اخبارات کا بیان یہ ہے:۔ کہ "مقامی پولیس نے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ اور پولیس افسر اور بہت سے سرکردہ سکھ لیڈر بھی جلوس کے ہمراہ تھے۔ ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود فساد ہو گیا۔ جس کی اصل وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے۔ کہ ایک سکھ لڑکے نے ایک مسلمان دوکاندار کی دوکان سے ایک چھڑی اٹھائی جس پر دوکاندار نے لڑکے کو تھپیڑ مارا۔ کئی کہتے ہیں۔ کہ ایک اینٹ جلوس پر آگری۔ اور جلد ہاتھا پائی تک نوبت پہونچ گئی جس میں نصف درجن اشخاص زخمی ہو گئے اس وقت ان لوگوں کے زخم شدید نہیں تھے۔ پولیس نے جلدی انتظام سنبھال لیا۔ اور جلوس چاٹی ونڈ دروازہ کے باہر شمشان بھومی میں پہونچ گیا" (پرتاپ) پھر کیا ہوا۔ "ارتھی کا جس وقت شمشان بھومی میں داہ سنسکار کیا جاتا تھا۔ اس وقت کسی نے یہ خبر پھیلا دی۔ کہ ہال بازار مسلمانوں نے لوٹ لیا ہے اور سات سکھ قتل کر دیئے گئے ہیں یہ افواہ سنتے ہی سکھ شہر کی طرف دوڑے اور جہاں کوئی مسلمان ملا۔ اسے زخمی کر دیا۔" (ہندو)

"پرتاپ" نے اس موقعہ کا ذکر یوں کیا ہے۔ "جب جلوس شمشان بھومی سے واپس آ رہا تھا۔ تو حالات نے بہت نازک صورت اختیار کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے کٹڑہ مہان سنگھ میں مسلمانوں پر جو اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہوئے تھے حملہ کر دیا۔ جس سے متعدد اشخاص زخمی ہو گئے۔ گھوڑ سوار پولیس پہونچ گئی۔ اور بلوائی بھاگ گئے۔"

ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ فرقہ وارانہ فساد میں قتل ہونے والے سکھ کی لاش کو امرتسر لانے کی اجازت ہی کیوں دی گئی۔ اور اس طرح مسلمانوں کے خلاف وجہ اشتعال پیدا کی گئی۔ پھر اس کے متعلق جلسہ منعقد کر کے اشتعال انگیز تقریریں کرنے اور جلوس نکالنے کو کیوں روا رکھا گیا۔

اور اگر یہ سب کچھ سکھوں کی دلجوئی اور خاطر داری کے لئے ضروری تھا۔ تو پھر فساد کو روکنے کا مکمل انتظام کیوں نہ کیا گیا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ ارتھی کا جلوس جب تک شہر سے نکل نہیں گیا۔ پولیس نے کافی انتظام کئے رکھا اور وہ پوری طرح مستعد رہی یہی وجہ تھی۔ کہ جب بانساں والا بازار میں فساد شروع ہوا۔ تو پولیس نے جھٹ قابو پا لیا۔ لیکن ارتھی جلانے کے بعد جب غیظ و غضب میں بھرے ہوئے سکھ شہر کو واپس لوٹے۔ تو پولیس کے انتظامات بدستور سابق نہ تھے۔ اور ایسی حالت میں سکھوں کو مسلمانوں پر حملے کرنے کا موقعہ مل گیا۔ پھر جو مسلمان بھی ان کے سامنے آیا۔ اسے انہوں نے مجروح کرنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح درندگی اور وحشت کا وہ مظاہرہ کیا۔ جس کے باعث سکھ ہمیشہ سے بدنام ہیں۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ موضع آہلہ کے فساد میں جو سکھ مارا گیا وہ بے قصور تھا۔ اور اس نے فساد کرانے میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ تو بھی یہ کیونکر جائز ہو گیا۔ کہ اس کا بدلہ امرتسر کے بے گناہ اور بے خبر مسلمانوں سے لیا جائے اچانک ان پر قاتلانہ حملے شروع کر دیئے جائیں۔ اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر ایسے لوگوں کو سزا دی جائے۔ جن کا کسی فساد سے کوئی تعلق نہیں۔

غرض امرتسر کا تازہ فساد جس نے مسلمانان پنجاب کی مظلومیت کی ایک اور خونیں مثال پیش کی ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں متعلقہ حکام نے اس موقعہ پر اپنی دور اندیشی اور قابلیت کا کوئی اچھا ثبوت نہیں دیا۔ وہاں فساد کرنے والے سکھوں نے وحشت اور درندگی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ سکھوں میں ایسے شریف اور امن پسند لوگوں کی کمی نہیں۔ جو مسلمانوں کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ ہر جگہ مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات بہترین ہوں۔ لیکن شر پسند طبقہ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے لئے حکومت کو ہی انتظام کرنا چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور فرائض نبوت

آج سے صدیوں قبل خطۂ عرب بے آب وگیاہ عرب ایسی قوم کے زیر نگین تھا جس کا ہر ایک فرد شکم مادر سے ہی آزادی اور حریت ضمیر کا علمبردار بن کر آتا تھا۔ بایں ہمہ صحرائے عرب کے بادیہ نشین درندگی اور جہالت کے غلام تھے۔ مے نوشی اور قماربازی ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ جنگ وقتال ان کا دل پسند مشغلہ اور دختر کشی ان کا شیوہ ایک مرد کا بے شمار عورتوں سے شادی کرنا اور جب اور جسے چاہے کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دینا ان کے نزدیک معمولی بات تھی۔ بات بات پر لڑنا جھگڑنا باہمی عداوت اور شکر رنجیاں دشنام دہی اور بہتان طرازی بت پرستی اور حیاسوز جرائم کا ارتکاب ان کے خمیر میں داخل تھا۔

بعثت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جس وقت عرب پر کفر وضلالت کی شب تار چھائی ہوئی تھی۔ یکایک اس وادیٔ غیر ذی زرع کی سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی۔ اور اس کا ستارۂ اقبال اوج فلک پر نمودار ہوگیا۔ تاریکی کے بادل چھٹنے لگے۔ اور روشنی نمودار ہونے لگی۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہؤا۔ اور آپ نے یکسر عرب کی کایا پلٹ دی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مقام نبوت پر سرفراز فرمایا۔ اور ایک نبی کے شایانِ شان فرائض حضور انور کے سپرد کئے۔ پھر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خوش سلیقگی اور عمدگی سے ان فرائض نبوت کو ادا فرمایا۔ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

نبی کے کام کی چار شقیں

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ نبی کا کام چار شقوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنے نبی کا کام تلاوت آیات۔ تزکیہ نفوس تعلیم کتاب اور امور حکیمہ سکھانا ہے۔ بطور نمونہ ان چہار امور کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تلاوت آیات اللہ

نبی کا پہلا کام تلاوت آیات اللہ ہے اس پہلو کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کریم ہے جو ہر روحانی ضرورت انسانی کا متکفل اور بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کا مکمل ذریعہ ہے۔ اس پاک کلام کے محاسن اور رعنائیوں کی تفصیلات میں جانے کا یہ موقعہ نہیں۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم ایک لاثانی خزینہ ہے اور فقید المثال گنجینہ۔ اس کی جلالت شان کے سامنے تمام فصحی وبلغا عرب وعجم کے ناظم وناثر روئے زمین کے متکلمین خاموش ہیں۔ اور اس کے ہر پہلو سے عدیم النظیر ہونے کے معترف۔ عین اس وقت جبکہ اہل عرب کو اپنی طلاقت لسانی پر ناز تھا۔ اور ان کی فصاحت وبلاغت پورے جوبن پر تھی۔ قرآن کریم نے تمام خداوندانِ سخن کو للکارا۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنے اے صفحۂ عالم کے سخنورو ادھر آؤ۔ اور خداوند عالم کے فضل کا مشاہدہ کرو۔ اور ہمت ہے تو ایک سورۃ کی مثال پیش کرو۔ قرآن کریم کی یہ تحدی چاردانگ عالم میں پہونچی۔ مگر دنیائے سخن کے کسی فرد نے اس چیلنج کو منظور کرنے کی جرأت نہ کی۔ لکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص سورہ کوثر لکھ کر ایک استاد ادب کے دروازے پر وہ کاغذ آویزاں کر آیا۔ عرب میں دستور تھا۔ کہ اکثر لوگ قصائد لکھتے۔ نظم ونثر میں طبع آزمائی کرتے اور اصلاح کی غرض سے اپنا اپنا کلام اس ماہر فن کے دروازے پر لٹکا دیتے وہ بوقت فرصت ان کا مطالعہ کرتا۔ اور اصلاح کر دیتا۔ ایک دن اچانک اس کی نظر سورۂ کوثر کی ان آیات پر پڑی انا اعطینک الکوثر فصل لربک والنحر۔ ان شانئک ھو الابتر بے اختیار اس کا قلم حرکت میں آیا اور اس نے لکھا ماھذا قول البشر (یہ انسانی کلام نہیں۔) بے شک ؎

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

عالم کون ومکان کا کوئی صحیفۂ آسمانی ہو یا زمینی قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں اس بات سے انکار نہیں۔ کہ پہلے زمانوں میں بھی خدا کا کلام نازل ہؤا۔ اور اس نے اپنی پیدا کردہ مخلوق کو کبھی بے یار ومددگار نہیں چھوڑا۔ مگر یہ سب کچھ وقتی تھا۔ اور یہی سب شرائع اپنے اپنے زمانہ کے لئے کارآمد تھیں۔ ان کا دائرہ عمل محدود تھا۔ مگر قرآن کریم عالمگیر اور مکمل دستور العمل ہے۔ اور اس کی تعلیم صحیفۂ فطرت کے عین مطابق۔ انسان کے ہر شعبۂ زندگی کے متعلق اس میں ہدایات موجود ہیں۔ تمدن معاشرت۔ اقتصادیات۔ شاہی اور فقیری تجرد وتاہل۔ ابوت وبنوت اخوت وہمدردی بچپن اور جوانی۔ حکومت اور محکومی غلبہ ومغلوبیت۔ دوستی ودشمنی۔ غرض زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق قرآن کریم قوانین حکیمہ سے لبریز ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ تلاوت آیات کے ضمن میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کام اپنے اندر ایسی جاذبیت۔ دلکشی اور پختگی رکھتا ہے۔ کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

تزکیہ نفوس

نبی کا دوسرا کام تزکیہ نفوس ہے۔ یہ ایک کھلی ہوئی صداقت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کارنامہ بھی اپنی نظیر آپ ہے اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے عربوں کی قبل از بعثت نبوی اور اس کے بعد کی حالتوں کا جائزہ لیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس مزکی اعظم کی بعثت سے پہلے کوئی عیب نہیں۔ جو عربوں کے اندر پایا نہ جاتا ہو۔ کوئی بدی نہیں جس کی ان کو لت نہ ہو۔ مگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ کی برکت سے تمام قباحتیں کافور ہوگئیں۔ اور وہی عرب نیکی اور تقوےٰ کے مجسمے بن گئے شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی لیکن محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر اثر اسکا پینا حرام اور ممنوع قرار دیا گیا۔ دختر کشی ایسی ظالمانہ رسم ان کے ہاں مروج تھی۔ چنانچہ قرآن کریم نے نہایت ہی دردانگیز نقشہ کھینچا ہے فرمایا۔ اذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم۔ یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب الا ساء ما یحکمون۔ یعنے جب کسی کو یہ اطلاع دی جاتی۔ کہ تمہارے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو اس کا چہرہ مارے غم وغصہ کے سیاہ پڑ جاتا۔ وہ احساس ندامت کے سبب سے ساتھی سے کترانے لگتا۔ دل میں خیال کرتا میں اس ذلت کو برداشت کرلوں۔ یا نوزائیدہ معصوم بچی کو زندہ درگور کرکے سرخروئی حاصل کروں۔ آہ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتا۔ اور جیتی جاگتی تصویر کو پیوند زمین کر دیتا۔

ان حالات میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلان فرماتے ہیں۔ یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور بیٹا ہو یا بیٹی خدا کی دین ہے۔ جسے چاہے اپنی رحمت سے نوازے الا ان فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا فقد اغضبنی۔ دیکھو میری بیٹی فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے حتیٰ کہ اس کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ اللہ اللہ کہاں عورت کی وہ ناگفتہ بہ حالت اور کہاں یہ عزت افزائی اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہؤا کہ عرب لوگ عورت کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھنے لگے انہوں نے دختر کشی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بلکہ ایک شخص کے رشتہ طلب کرنے پر ایک شاعر نے یہاں تک کہہ دیا ؎

412

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلا تطلبنها یا ابن کوز فانه
غذی الناس مذ قام النبی الجواریا
(حماسہ)

یعنی اے ابن کوز تم ہمیں کوئی لالچ دلا کر رشتہ لینے کی ہوس سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ جب سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ سب لوگ لڑکیوں کی پرورش کرنے لگے ہیں۔

بعثت نبوی سے قبل عربوں کی خانہ جنگیاں مشہور ہیں۔ وہ لوگ جن کے مابین خون کی ندیاں حائل تھیں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیر تربیت رہ کر مودت و اخوت کی سلک میں منسلک ہو گئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔ واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ یعنی یاد کرو اللہ تعالےٰ کی نعمت کو۔ جو اس نے تم پر کی۔ جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی پس تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے ۔

اہل عرب کی جھوٹی غیرت اور ناجائز حمیت کا یہ عالم تھا۔ کہ جس بات پر اڑ جاتے۔ خواہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ کبھی نہ ٹلتے۔ ان کی ضد و تعصب کے افسانے شہرۂ آفاق ہیں۔ مگر جونہی انہوں نے رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا۔ ان کی ہر رگ وپے میں خدا اور اس کے رسول کی محبت جاگزین ہو گئی۔

جنگ تبوک سے واپسی پر تین مخلص صحابی جو جنگ میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ زیر عتاب ہوئے۔ کعب نوجوان بھی ان میں شامل تھا۔ وہ بے چین ہو گیا۔ اور نہایت بے آرام۔ مسجد میں جاتا۔ السلام علیکم کہتا۔ کوئی جواب نہ پاتا۔ بات پوچھتا۔ تو کوئی توجہ نہ کرتا۔ اپنے چچیرے بھائی کے پاس اس کے باغ میں جا کر کہنے لگا۔ برادرم جانتے ہو۔ کہ میں منافق نہیں ہوں۔ حضرت کی ہو گئی ہے۔ مگر اس نے بھی آسمان کی طرف نگاہ کر کے اللہ ورسولہ اعلم کے سوا کچھ نہ کہا۔ کعب شکستہ دل ہو کر واپس آ رہا تھا۔ کہ ایک اجنبی نے اسے خط دیا۔ یہ خط ایک عیسائی بادشاہ کا تھا۔ جس نے کعب کے ساتھ اس مقاطعہ کو اس کی تذلیل قرار دیتے ہوئے اُسے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی اور شاہانہ انعام واکرام سے بہرہ مند کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کعب۔ غمزدہ کعب جسے کوئی سلام تک کا جواب نہیں دیتا تھا۔ اور جس سے کوئی بات کرنے کا بھی روادار نہ تھا۔ خط پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ ایلچی کو ساتھ لے کر ایک دہکتے ہوئے تنور کے پاس آیا۔ اور خط اُس میں ڈال کر ایلچی سے کہنے لگا۔ لو یہ جواب ہے تمہارے خط کا۔ ایلچی اپنا سا مونہہ لے کر رہ گیا۔ پچاس دن کے بعد خدا تعالےٰ کا فضل کعب اور اس کے ساتھیوں کا دستگیر ہوا۔ اور الہام الٰہی نے ان کی مغفرت کا اعلان فرمایا ۔

عربوں کی جنگیں پشت ہا پشت تک جاری رہتی تھیں۔ حتےٰ کہ کوئی ایک فریق ایسا تباہ و برباد ہو جاتا۔ کہ کوئی اس کا نام لیوا نہ رہتا۔ مگر اسلام نے ایسی روح اپنے پیروؤں میں پھونک دی۔ کہ وہ ہر وقت خدا کے لئے ایک نقطۂ مرکزی پر جمع ہونے کے لئے تیار رہتے تھے ۔

حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین جنگ عظیم کے خونچکان حوادث اور لرزا دینے والے کوائف سے کون واقف نہیں۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہیں۔ اور ہر لحظہ فریق مخالف کی تباہی اور بربادی کے خواہاں۔ شوکت اسلام میں اضمحلال کے آثار دیکھ کر شاہ روم نے وقت کو غنیمت جانا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف فوج کشی کی تیاریاں کرنے لگا۔ مگر حضرت معاویہ نے شاہ روم کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے اپنی بدنیتی کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ تو یاد رکھو۔ سب سے پہلا جرنیل جو حضرت علیؓ کی حمایت میں تمہارے خلاف نبرد آزما ہو گا۔ وہ معاویہؓ ہو گا۔ اس جواب کے پہنچتے ہی شاہ روم کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ اپنے ارادہ سے باز رہا۔

القصہ اس مزکیٔ اعظم کے انفاس قدسیہ کی بدولت عرب کے وحشی صفت باشندے حقیقی معنوں میں انسان سے با اخلاق اور با اخلاق سے باخدا انسان بن گئے۔ اللہ اللہ کتنی بڑی تبدیلی۔ اور کتنا بڑا انقلاب ہے ۔

تعلیم کتاب

نبی کا تیسرا کام تعلیم کتاب ہے۔ اس میدان میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کارنامے عدیم النظیر ہیں۔ یوں تو تعلیم کتاب کے مختلف پہلو ہیں۔ لیکن اس وقت اس شق پر صرف ایک چھچلتی ہوئی نگاہ ڈالی جا سکتی ہے ۔

مسئلۂ جہاد اور غلامی کے متعلق اللہ تعالےٰ کے احکام نے اہل اسلام کے مسلک کو ایسا سلجھا دیا ہے۔ کہ اس کے پیش نظر ان دونوں مسئلوں کی پیچیدگیوں کا حل سامنے آ جاتا ہے

مخالفین کا اعتراض

معاندین اسلام بالعموم اسلامی جنگوں پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ غور کرتے۔ کہ قرآن کریم نے کن شرائط کے ماتحت مسلمانوں کو دفاعی جنگوں کی اجازت دی ہے۔ تو بے اختیار ہو کر خراج تحسین ادا کرتے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله۔ یہ آیت اسلامی جنگوں کے لئے گویا ایک بنیادی پتھر ہے۔ فرمایا۔ فتنہ پردازوں۔ اور مفسدوں سے جنگ کرو۔ حتےٰ کہ کوئی فتنہ اور فساد باقی نہ رہے۔ اور تمام ادیان محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جائیں۔ یعنی جنگ کی اجازت فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لئے ہے۔ اب کون ہے جو اس اصل پر اعتراض کر سکے۔ دنیا کے تمام عقلمند اور فلاسفر اس پر متفق ہیں۔ کہ بغاوت۔ راہزنی۔ قزاقی اور دیگر اسی قسم کے جرائم کی بیخکنی کے لئے بادشاہ وقت پر جنگ فرض ہے۔ اور دراصل آیت کا پہلا حصہ متنازعہ فیہ ہے ہی نہیں۔ البتہ یکون الدین کله لله پر مخالفین اسلام زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ خود بعض نام نہاد مسلمان بھی اس آیت کے یہی معنے کرتے ہیں۔ کہ جنگ کا اس وقت تک حکم ہے۔ جب تک کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام نہ پھیل جائے۔ حالانکہ دوسری آیت نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔ فرمایا۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ اللہ وہ ذات ہے۔ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تا اس کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ الدین کله سے مراد صرف اسلام نہیں بلکہ کل ادیان باطلہ بھی مراد ہیں ۔

اس صورت میں آیت جہاد کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ جب تک مذہب میں فتنہ پیدا کیا جا رہا ہو۔ اور اس کے لئے جبر واکراہ عمل میں لایا جا رہا ہو۔ مسلمان حکمران کا فرض ہے کہ وہ ایسے مفسدوں کے ساتھ برسر پیکار رہو۔ حتےٰ کہ کسی طاقت کے خوف یا روپیہ پیسہ کے لالچ سے لوگ کسی مذہب کو قبول نہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی خاطر جس مذہب سے چاہیں۔ وابستہ ہوں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا۔ ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دور نہ کرتا۔ تو تمام عبادت گاہیں گرا دی جاتیں۔ معلوم ہوا۔ کہ اسلامی جنگیں ہر قوم کے معبد کی حفاظت کے لئے ہیں۔ جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔ بلکہ آیت میں تو دیگر اقوام کے معبد پہلے ذکر فرمائے ہیں۔ اور مساجد جو اسلامی عبادتگاہیں ہیں۔ ان کا بعد میں ذکر کیا ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جہاں تک قرآن کریم پر غور کیا جائے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ کہ اسلامی جنگیں مذہب سے دفاع کے لئے ہیں نہ کہ اسلام سے دفاع کے لئے۔ چونکہ واقعات ایسے پیش آ گئے۔ کہ اسلام سے جبراً روکا جاتا تھا۔ اور عملاً اسلام سے دفاع کے لئے ابتدائے اسلام میں تلوار اٹھانا پڑی۔ اس لئے مخالفین کو اعتراض کا موقعہ مل گیا۔ ورنہ تعلیم کتاب کے رو سے مسلمان حکمران کا یہی فرض ہے۔ کہ ہر مذہب سے دفاع کرے۔ اور اپنی رعایا کو کامل مذہبی آزادی دے۔

اسلام اور غلامی

بعض نادان مسئلہ غلامی کے متعلق بھی اسلام پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ کو بھی قرآن کریم نے ایسا صاف اور واضح کر دیا ہے کہ قطعاً کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی باپ اور بیٹے کا کیسا پختہ اور ناقابل انقطاع تعلق ہوتا ہے پھر اس سے بڑھکر نبی اور تابع کا تعلق تو اپنی استواری کی نظیر ہی نہیں رکھتا تاہم قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض یعنے نبی کے لئے بھی جائز نہیں کہ جسے چاہے غلام بنائے جب تک کہ جنگ کرکے دشمنوں کو قید نہ کرے۔ اس آیت سے روشن ہے۔ کہ غلام سے مراد دراصل جنگی قیدی ہے بجز جنگ کے کسی صورت میں بھی غلام بنانے کی اجازت نہیں۔ ہم مہذب سے مہذب گورنمنٹ حکمران اور طاقت ملکی کو دیکھتے ہیں۔ کہ جنگی قیدیوں کو اپنی تحویل میں لاکر انہیں غلاموں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ اسلام نے تمام قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کو رواج دیا۔ سو میں کہتا ہوں یہ طریق بہ نسبت تمام قیدیوں کو یکجا بند کر دینے سے زیادہ مفید ہے اول۔ یکجا رکھنے سے قیدیوں کے اخراجات کا بار حکومت کے خزانہ اور بیت المال پر پڑے گا۔

دوم۔ آزادی چھن جانے اور ایک جگہ بند رہنے کے باعث ان کے قوائے عملی زائل ہو جائیں گے۔

سوم۔ بعض ماہرین فن بیکار رہنے کی وجہ سے اپنے اپنے کمالات کھو بیٹھتے ہیں۔

چہارم۔ ان کے اکٹھا رہنے کی وجہ سے ان کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل جیل خانوں میں ہوتا ہے۔

لیکن اگر اسلامی طریق کے طور پر ایک ایک دو دو قیدی مختلف لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ تو مذکورہ بالا نقائص میں سے کوئی پیدا نہیں ہوگا۔

حکمت کی باتیں

نبی کا چوتھا کام حکمت کی باتیں بتانا ہے حکمت کا دائرہ ایسا محدود نہیں۔ کہ اس مختصر مضمون میں اس کے تمام پہلوؤں کو بیان کیا جا سکے۔ اس لئے ایک تین لفظی ارشاد پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ہے۔ المسلم مرآۃ المسلم یعنے ہر مسلمان اپنے مومن بھائی کے لئے بمنزلہ آئینہ ہے۔ گویا حضور نے توجہ دلائی ہے۔ کہ ایک مسلمان کو اپنے اندر آئینہ صافی کی سی پاکیزگی اور صفائی پیدا کرنی چاہیئے مومن کا دل آئینہ کی طرح اجلا۔ اور ہر قسم کے میل سے پاک ہونا چاہیئے۔ آئینہ میں بعض ایسے اوصاف ہیں۔ جو قابل قدر اور لائق اقتدا ہیں۔ مثلاً آئینہ چہرہ دیکھنے والے کے محامد و محاسن یا اس کے عیوب سب کچھ اس پر عیاں کر دیتا ہے۔ اور کبھی منافقت سے کام نہیں لیتا۔ جو اصل میں ہوتا ہے وہی ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ اپنے بھائی کو عمدگی سے اس کے عیوب پر آگاہ کر دے۔ یہ نہ ہو کہ اس کے عیوب پر اس حد تک پردہ ڈال دیا جائے۔ کہ وہ اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ اور اس طرح اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھود لے۔ پھر آئینہ میں یہ وصف ہے۔ کہ دیکھنے والے ہی کو اس کے عیب سے اطلاع دیتا ہے۔ دوسرے کو نہیں دیتا۔ مومن کو بھی اپنے بھائی کے متعلق ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین لفظی کلام میں فرض تبلیغ کے جملہ نشیب و فراز کو واضح کر دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس فرض کی ادائیگی میں پیش آنے والے مشکلات کا حل بھی فرما دیا۔ اس حدیث کے اور بھی پہلو نکل سکتے ہیں لیکن طوالت کا خوف مانع ہے۔ بے شک ؎

اسی در در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

غیر مبایعین غیر احمدیوں کو مشرک قرار دیتے ہیں

قطع تعلقات رشتہ داری کی بنیاد شرک ہے

الفضل ۱۵ جون میں خاکسار نے اخبار پیغام صلح کے ایک تازہ مضمون کی بنا پر "غیر احمدیوں سے رشتہ داری کے متعلق غیر مبایعین کا مسلک" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا تھا۔ پیغام صلح ۳ جون کے مذکورہ مضمون میں قرآنی آیت ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ (البقرہ ع ۲۷) سے استدلال کرکے غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ داری کی ممانعت کی گئی ہے اس آیت کو بنا استدلال بنانا صاف بتلاتا ہے۔ کہ غیر مبایعین غیر احمدیوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور کس بنا پر ان سے تعلقات رشتہ داری سے اجتناب اختیار کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ یہ مسلک جسطرح بہت سے غیر احمدیوں کی آنکھیں کھولنے والا ہے۔ اسی طرح احمدی احباب کے ازدیاد ایمان کا بھی باعث ہے۔ ہم نے اپنے مختصر نوٹ میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے یہ الفاظ بھی پیش کئے تھے۔ کہ "(مسلمان) آج سر تا پا خود شرک کا ندسم (؟) میں غرق ہیں" (بیان القرآن صفحہ ۱۹۶)

اس سے ظاہر ہے کہ غیر مبائع مضمون نگار کا استدلال انہی الفاظ کی روشنی میں ہے ہمیں کسی قوم کے تعلقات رشتہ داری میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم یہ کہنے کا ضرور حق رکھتے ہیں۔ کہ اس رویہ سے عیاں ہے۔ کہ غیر مبائع اصحاب غیر احمدیوں کو ہاں کلمہ گو لوگوں کو مشرک سمجھتے اور ان سے تعلقات رشتہ داری احمدیت کی روح یعنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کے خلاف جانتے ہیں۔ وہ اب اس اعتراف کو لفظی پیچیدگیوں میں چھپا نہیں سکتے۔ ان کا عمل کھلم کھلا اس کا اظہار کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا بیان کی تائید تازہ "پیغام" کے لیڈنگ آرٹیکل سے بھی ہوتی ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے "جماعتی عروج اور مسئلہ شادی" کے مقالہ میں آیت ولا تنکحوا المشرکات کو پیش کرکے لکھا ہے۔

"یہ مشرک صرف وہی نہیں جو غیر مسلم ہو ایک مسلم بھی مشرک ہو سکتا ہے جس کے پیش نظر جماعت اور غیر از جماعت تعلقات پر نگاہ رکھنا ضروری ہے" (۱۲ جون)

پس غیر مبایعین نے غیر احمدیوں سے تعلقات رشتہ داری کے قطع کرنے کا جو مسلک اختیار کیا ہے وہ ان کے اقوال کی بنا پر صرف اس لئے ہے۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو مشرک جانتے ہیں کلمہ طیبہ پڑھنے والے مسلمان کہلانیوالے لڑکے اور لڑکی سے وہ رشتہ قائم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ ورنہ وہ بقول خود جمعہ احمدیت کو فضول ثابت کرنے والے ہونگے۔

اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب غیر مبایعین تمام غیر احمدیوں کو مشرک یقین کرکے ان سے تعلقات رشتہ داری کو ممنوع بتا رہے ہیں۔ تو ان کا ان کے پیچھے نماز جائز قرار دینا کہاں تک صداقت شعاری پر مبنی ہو سکتا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا کیونکر سچائی کا ثبوت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر مبایعین کے پاس اپنے اس تضاد عمل کے لئے کوئی معقول توجیہ نہیں۔ جب وہ رشتہ داریوں کے بارے میں تازہ تجویز کردہ مسلک پر قائم ہو جائیں گے۔ تو یقیناً وہ دیگر امور پر بھی نظر ثانی کرنے کے لئے مجبور ہوں گے۔

ان مقالات میں پیغام صلح نے شیعہ۔ سنی۔ اہلحدیث وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اس لئے قطع تعلقات رشتہ داری کا یہ مسلک تمام فرقوں سے بلا امتیاز غیرے اختیار کیا جا رہا ہے۔ اور ان تمام فرقوں کو مشرک قرار دیکر اختیار کیا جا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پیغام صلح سے دلچسپی و دابستگی رکھنے والے "ارباب دانش و بینش" اچھی طرح محسوس کرلیں۔ کہ غیر مبایعین رشتہ داریوں کے

413
Digitized by Khilafat Library Rabwah

"آخری فیصلہ" کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کی فرو گذاشتیں

اہلحدیث کی روش

آئے دن اخبار اہلحدیث میں "آخری فیصلہ" کے متعلق مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور شاذ ہی کوئی پرچہ ایسا ہوگا جس میں اس کا ذکر نہ ہو ان مضامین کے مفصل جوابات ہماری طرف سے متعدد مرتبہ دئے جا چکے ہیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس خفت کو مٹانے کیلئے جو ان کو اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی اس عبارت سے اٹھانی پڑتی ہے کہ:

"خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں"۔

عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بار بار اس مضمون کو پیش کرتے ہیں۔ اور حقیقت کو پردۂ اخفاء میں رکھنے کیلئے وہ سعی لاحاصل کرتے ہوئے کبھی ایک بات پر قائم نہیں رہتے کبھی یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے ساتھ مباہلہ کیا اور مقابل پر فوت ہو گئے۔ کبھی کہتے ہیں۔ نہیں حضرت مرزا صاحب نے یکطرفہ دعا کی تھی۔ پھر رنگ بدل دیتے اور کہدیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی۔ چنانچہ اہلحدیث ۱۱ رجون ۱۹۳۷ء میں اپنی دیرینہ عادت کے مطابق آپ "آخری فیصلہ" کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

"آخری فیصلہ والے مضمون نے امت میرزائیہ پر اندر ہی اندر وہ اثر کیا ہوا ہے جو بنی اسرائیل پر کوہ طور پر ہوا تھا"۔

اور یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ "آخری فیصلہ" بطور پیشگوئی تھا۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہرگز مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی پیشگوئی نہیں کی۔ چنانچہ آپ اسی "آخری فیصلہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں"

ہاں البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت مباہلہ دی تھی۔ جس کو انہوں نے قبول نہ کیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ لیکن اصل مضمون کے شروع کرنے سے پیشتر چار اصطلاحات کی تشریح کر دینا ضروری ہے۔ کیونکہ ان اصطلاحات کا اس مضمون سے خاص تعلق ہے۔ اول مباہلہ۔ دوم آخری فیصلہ سوم پیشگوئی۔ چہارم دعا۔ کیونکہ جب تک ان باتوں کا علم نہ ہو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کہ آیا "آخری فیصلہ" پیشگوئی تھی یا یکطرفہ دعا یا دعوت مباہلہ

مباہلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کی تعریف یہ کرتے ہیں۔

"مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں"۔ (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۴)

آخری فیصلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں

"ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سنیں بغرض ہر رابد بابد رسانید کہدے کہ آخر ایک "آخری فیصلہ" بھی سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ کرے گا"۔ تفسیر ثنائی جلد ۲ ص ۳۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک بھی "آخری فیصلہ" دعائے مباہلہ ہی تھی۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"مباہلہ بھی ایک آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نصاریٰ کو مباہلہ کے واسطے طلب کیا تھا۔ مگر ان میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی"۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی عبارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مباہلہ اور آخری فیصلہ کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور اس مباہلہ کی بنیاد اس آیت قرآنی پر ہے کہ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ع ۳

جیسا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"البتہ آیت ثانیہ (یعنی قل تعالوا ندع ابناءنا الخ) پر عمل کرنے کے لئے ہم تیار ہیں میں اب بھی ایسے مباہلہ کیلئے تیار ہوں جو آیۃ مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسے مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے"۔ (اہلحدیث ۲۲ رجون ۱۹۰۶ء ص ۴)

اسی کی تصدیق اخبار بدر ۴ راپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۲ سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں لکھا ہے۔

"مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی (قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ) پر ہے اسمیں تو صرف لعنت اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اس جگہ خدا نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے۔ جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں"۔

پیشگوئی

شریعت اسلامیہ میں کسی امر کے متعلق اگر کوئی نبی خدا سے خبر پا کر قبل از وقوع اطلاع دے تو اس کا نام پیشگوئی ہے۔

دعا

دعا کا مفہوم یہ ہے کہ ایک انسان خدا سے اپنے لئے یا غیر کیلئے خیر و نیکی کی توفیق اور اس کے فضل و رحم کا طالب ہو۔

ان اصطلاحات کی مختصر سی تشریح کرنے کے بعد میں اپنے اصل مضمون کی طرف عود کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اپنی صداقت کو ثابت کیا اور قہری نشانوں سے بھی اپنی راستبازی پر مہر کی۔ آپ نے دلائل و براہین کے بعد آخری فیصلہ یعنی مباہلہ کیلئے ۱۸۹۶ء میں رسالہ انجام آتھم میں تمام مولویوں اور صوفیوں کو نام بنام لکھکر چیلنج دیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وآخر العلاج خروجکم الی براز المباھلۃ .... ھذا آخر حیل اردناہ فی ھذا الباب"۔ انجام آتھم ص ۱۶۵

یعنی آخری علاج تمہارے لئے میدان مباہلہ میں نکلنا ہے... یہ آخری طریق فیصلہ ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ اس دعوت مباہلہ میں آپنے فرمایا کہ فریقین ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کریں۔ جو جھوٹا ہے اے خدا تو اسکو ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا۔ اور کسی کے مال پر آفت نازل کر۔ اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر"۔ انجام آتھم ص ۶۶

اور میدان مباہلہ میں نہ آنیوالوں کے متعلق لکھا کہ "گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ جو اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے۔ اور نہ ٹھٹھا کرنیوالی مجلسوں سے الگ ہو۔ اے مومنو برائے خدا تم سب کہو آمین (انجام آتھم ص ۶۷)

مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت مباہلہ

اس دعوت مباہلہ کے مخاطبین میں سے گیارھواں نمبر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا تھا۔ اس چیلنج کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے خاموشی و سکوت کیساتھ دیا کیونکہ خدا کے شیر کے مقابلہ میں مولوی صاحب کو اپنی موت واضح طور پر نظر آرہی تھی۔ مگر جب معتقدین نے ہر طرف سے دباؤ ڈالا تو مجبور ہو کر مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیساتھ مباہلہ پر آمادگی ظاہر کی جسکے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جسمیں وہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کا بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مرجائے"۔ اعجاز احمدی ص ۱۴

۲۔ "اگر اس چیلنج پر وہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو وہ ضرور پہلے مرینگے"۔ اعجاز احمدی ص ۳۷

مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسکا جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ "چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپکی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ... میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں"۔ الہامات مرزا ص ۸۵ طبع دوم

لیکن جب ہر طرف سے لعن و طعن ہوئی اور ایک غیر احمدی حنفی علی احمد کلرک میاں میر نے ایک چٹھی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو لکھی جس کو انہوں نے اخبار اہلحدیث ۵ مئی ۱۹۰۶ء ص ۹ میں درج کیا اور دوسری چٹھی ثناء اللہ کلرک میاں میر نے بھیجی جسکو مولوی صاحب نے اخبار اہلحدیث ۲۲ رجون ۱۹۰۶ء ص ۳ میں درج کیا ہے تو مولوی صاحب کو جا بجا ناچار آمادگی کا اظہار کرنے ہوئے لکھنا پڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"البتہ آیت ثانیہ (فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم ... ثم نبتہل الخ) پر عمل کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جسے مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے۔" اہلحدیث ۲۲ جون ۱۹۰۶ء صہ

(۲) "میرزائیو! سچے ہو تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا" اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء صہ ۱۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ پر آمادہ پایا۔ تو آپ نے اس چیلنج کو منظور فرما لیا۔ اور ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے لکھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ بے شک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص (حضرت مسیح موعودؑ) اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین" اخبار بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء

معزز ناظرین! آپ کو مولوی ثناء اللہ صاحب کا اوپر والا بیان یاد ہوگا۔ جو کہ اخبار اہلحدیث ۲۲ جون ۱۹۰۶ء صہ میں لکھا ہے۔ اور جسکو دوبارہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں دہرایا ہے۔ اب اسی کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب کو کہا گیا کہ مباہلہ کر لے تو وہ خائف ہو کر جواب دیتا ہے "میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے۔ مباہلہ اور ہے۔" اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء صہ

دیکھئے یہ وہی مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جو ۲۲ جون ۱۹۰۶ء کے اہلحدیث میں مباہلہ کے لئے بالکل تیار تھے لیکن اب دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں۔ تو یہ توبہ میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ حالانکہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں انہوں نے مباہلہ کے لئے دوبارہ چیلنج دیا تھا۔

دعائے مباہلہ

ابھی ثنائی فرار معرض ظہور میں نہ آیا تھا۔ کہ علیم و خبیر خدا نے اپنے مسیح موعود کو اس کے متعلق اطلاع دی اور آپ نے دشمن پر اتمام حجت کرنے کے لئے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف سے دعاء مباہلہ "مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے آخری فیصلہ" کے عنوان سے شائع فرمائی جس میں آپ نے اپنی طرف سے دعا کی کہ خدا تعالےٰ سچے کی زندگی میں جھوٹے کو ہلاک کرے اور بالآخر تحریر فرمایا۔ "اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما" اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا "میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعاء مباہلہ کو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے صہ کالم اول سطر ۳ سے لے کر صہ ۵ کالم اول سطر ۸ تک درج کرنے کے بعد اسی کالم کی سطر ۹ سے جواب شروع کر کے صہ ۶ کالم اول سطر ۱۲ پر ختم کیا۔ جس میں یہ لکھ کر موت کا پیالہ ٹال دیا۔ کہ (۱) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (۲) اول اس دعاء کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا" (۳) "میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے"۔ (۴) "خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں" (اقتباسات اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار "دعائے مباہلہ" تھا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی پرانی عادت کے مطابق نجران کے عیسائیوں کے طریق پر عمل کرتے ہوئے مباہلہ سے فرار اختیار کیا۔ اس لئے مباہلہ نہ ہوا۔ اور نہ وہ مرے جیسے نجران کے عیسائی مباہلہ سے بھاگ گئے۔ اور نہ مرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ "لما حال الحول علی النصاری کلھم حتیٰ یھلکوا (تفسیر کبیر جلد ۲ صہ ۶۹۹) کہ اگر عیسائی مباہلہ کر لیتے تو ان میں سے ہر ایک ایک سال کے اندر ہلاک ہو جاتا اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب بھی مرد میدان بن کر میدان مباہلہ میں کھڑے رہتے۔ تو یقیناً آج نظر نہ آتے جیسے حضور فرماتے ہیں۔ "اگر وہ اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے" اعجاز احمدی صہ ۳۶

پس اس مماثلت میں نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جس طرح نجران کے عیسائیوں کا فرار "خدائی فیصلہ بروئے مباہلہ" کے رستہ میں روک کا موجب ہوا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار ان کو ہلاکت سے بچانے کا موجب ہوا۔

ایک سوال کا جواب

اب سوال یہ ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کیا؟ ہمارا جواب یہ ہے۔ کہ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ مولوی صاحب نے اس دعوت مباہلہ کو نامنظور کرتے ہوئے صاف انکار کیا اور کہا کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے"۔

غرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس طریق فیصلہ کو منظور نہ کیا کہ "کاذب صادق سے پہلے مرے" بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ کے اس معیار کو منہاج نبوت کے خلاف بتایا اور سب ایڈیٹر کی طرف سے اس پر یہ تحریر کرایا کہ "خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔" اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صہ کالم اول حاشیہ)

اور مولوی صاحب نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اہلحدیث ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء صہ ۳ پر لکھا "میں اس کو صحیح جانتا ہوں" پس اللہ تعالےٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس تسلیم کردہ اصل کے مطابق "کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس میں اور بھی برے کام کر لیں"۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو مہلت دے کر مفسد و کذاب قرار دے دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح و صادق تاکہ اس کھلے نشان کے ذریعہ جس کی تمنا مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صہ ۱۱ میں بایں الفاظ ظاہر کی تھی۔ "کہ کوئی ایسی نشانی دکھلاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں" "مر گئے تو کیا دیکھیں گے اور کیا ہدایت پائیں گے"۔ اپنے زندہ رہنے کی حالت میں دیکھتے ہوئے عبرت و ہدایت حاصل کریں۔

مضمون کا خلاصہ

اس ساری بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت مباہلہ دی تھی اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس امر کا خود اعتراف بھی کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

(۱) "کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا جس کا جواب اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء میں مفصل دیا گیا۔" اہلحدیث ۲۶ اپریل صہ ۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ب) "ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ مرزا جی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا۔" (مرقع قادیانی جلد ۱ نمبر ۷ بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء)

(ج) ناظرین آگاہ ہوں گے۔ کہ کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔ مرقع قادیانی جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۱۸ بابت ماہ جون ۱۹۰۸ء

(د) آج تک مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہیں کیا تھا بلکہ ہمیشہ گول مول رکھا کرتے تھے" (اشتہار "مرزا قادیانی کا انتقال اور اس کا نتیجہ" شائع کردہ ثناء اللہ ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء)

میں اس مضمون کے ابتدا میں ثابت کرچکا ہوں۔ کہ "آخری فیصلہ" سے مراد بھی مباہلہ ہی ہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر ثنائی میں لکھا ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا حوالہ جات سے بالبداہتہ ثابت ہوگیا۔ کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار دعوت مباہلہ کا اشتہار تھا۔ اور اسی کا نام آخری فیصلہ تھا۔ کیونکہ مباہلہ تراضی فریقین سے ہوتا ہے۔ ورنہ اگر یہ دعوت مباہلہ نہ تھی۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے گریز کرتے ہوئے۔ یہ کیوں لکھا "کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اسے شائع کردیا ہے۔" ظاہر ہے۔ کہ یک طرفہ بددعا کے لئے دوسرے کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ منظوری یا عدم منظوری کا سوال صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جب یہ دعائے مباہلہ ہو۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے۔ کہ یہ دعوت مباہلہ تھی۔ مگر اب مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۱ جون ۱۹۳۷ء کے اہلحدیث میں ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ مباہلہ نہیں بلکہ پیشگوئی تھی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی پیشگوئی ہرگز کوئی نہیں کی۔ جیسے حضور خود فرماتے ہیں۔

"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں"۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسے خود اسی پرچہ میں تسلیم کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"دوم یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔"

غرض مولوی صاحب کی "آخری فیصلہ" کو پیشگوئی ثابت کرنے کی کوشش بالکل بے سود اور رائگاں ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نادانی

اب رہا ان کا یہ سوال کہ حضرت مرزا صاحب نے یک طرفہ بددعا کی اور خود فوت ہوگئے۔ یہ بھی ان کی تحریر کے مطابق ان کے لئے حجت نہیں کیونکہ وہ خود لکھ چکے ہیں۔

(ا) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے"

(ب) "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں۔"

(ج) "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کردیا۔" کہتے ہیں۔

المرء یؤخذ باقرار لسانہ مولوی صاحب کا اپنا اقرار ہے۔ کہ یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کرسکتا ہے مگر افسوس وہ مخالفت میں اس قدر اندھے ہو رہے ہیں۔ کہ اسی دعا کو فیصلہ کن ٹھہراتے ہوئے اس سے حجت پکڑتے ہیں۔ اور خود اپنی نادانی پر مہر ثبت کر رہے ہیں۔ خاکسار۔ شریف احمد جامعہ قادیان

کاشت کاروں کے متعلق ایک کمیٹی کا تقرر

حکومت پنجاب نے صوبہ کے کاشت کاروں کو مناسب امداد دینے اور اس کے ساتھ قومی تعمیر کی رفتار کو تیز کرنے کے متعلق ایک لائحہ عمل مرتب کرنے کی جس پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس کی تکمیل کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو مندرجہ ذیل امور کے متعلق تحقیقات کرے گی۔

(۱) ۱۹۳۱ء میں ذرائع آمدنی معلوم کرنے کے لئے جو کمیٹی مرتب کی گئی تھی۔ اس کی سفارشات کو خصوصیت سے مدنظر رکھ کر آمدنی کے جدید ذرائع کو بروئے کار لانے کے امکانات معلوم کرنا۔ اس شرط کے ساتھ کہ ان جماعتوں پر مزید بار نہ ڈالا جائے جو اسے برداشت نہیں کرسکتیں۔

(۲) ۱۹۳۱ء کی تخفیف مصارف کی کمیٹی کی رپورٹ کو خصوصیت سے مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ کے اخراجات کی پڑتال کرنا تاکہ مزید کفایت شعاری کے امکانات معلوم کئے جاسکیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ نظم و نسق کی عمدگی میں کوئی فرق نہ آئے۔ اور خاص کر یہ تحقیقات کرنا کہ کام ایک ہی ایسے دو طریقوں سے تو نہیں ہو رہا جن میں سے ایک کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ یا کیا ایک ہی کام پر مختلف اشخاص متعین نہیں اور کیا محکموں کی مکرر تنظیم کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے کفایت شعاری ممکن ہے۔ کمیٹی مذکور ایسی شہادت فراہم کرے گی۔ جسے وہ تحقیقات کے مقاصد کے لئے ضروری تصور کرے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل ممبروں پر مشتمل ہوگی اور آنریبل ممبر خزانہ اس کے صدر ہوں گے۔

(۱) خان بہادر نواب مظفر خان سی۔ آئی ای ایم ایل اے (۲) ڈاکٹر گوپی چند بھارگو ایم ایل اے (۳) پروفیسر برج نرائن ایم اے (۴) خان بہادر میاں مشتاق احمد گرمانی ایم ایل اے (۵) سردار صاحب سردار اجل سنگھ ایم ایل اے (۶) رائے بہادر بندہ سرن ایم ایل اے۔ (۷) خانصاحب چوہدری ریاست علی ایم ایل اے۔ (۸) پروفیسر ڈاکٹر سردار محمد اختر پی ایچ ڈی اسلامیہ کالج لاہور (۹) پیر اکبر علی ایم۔ ایل۔ اے (۱۰) چوہدری سورج مل بی۔ اے ایل ایل بی۔ ایم ایل۔ اے (۱۱) مسٹر اے ڈی موم

موم گرنڈل ایم۔ بی۔ ای بطور سیکرٹری کا کام کرینگے ایک نوجوان ماہر اقتصادیات کی خدمات بطور اسسٹنٹ سیکرٹری حاصل کیجائینگی۔ جو اعداد و شمار فراہم کریگا اور امور زیر تحقیق کو ترتیب دیگا۔ (ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

میری پیاری بہنو

میری خاندانی مجرب دوا ماہواری ایام کی ہر مرض میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے۔ جس کو ہزاروں میری بہنیں استعمال کرکے ماہواری ایام کی تکلیفوں سے مکمل صحت حاصل کرچکی ہیں۔ اگر آپ کو ماہواری بے قاعدہ ہیں۔ درد سے آتے ہیں۔ یا رک رک کر آتے ہیں۔ بند ہوگئے ہیں۔ یا سیلان الرحم یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہے۔ کمر درد۔ سر درد۔ اور قبض رہتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے پیٹ میں اپھارہ ہو جاتا ہے۔ کام کاج سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ سانس پھول جاتا ہے۔ تو آپ فضول دواؤں پر روپیہ برباد نہ کریں۔ بلکہ میری خاندانی مجرب دوا راحت کو استعمال کریں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کی تمام تکلیفیں رفع ہو جائیں گی۔ اور چاند جیسا لڑکا پیدا ہوگا۔ قیمت مکمل خوراک برائے ایک ماہ صرف دو روپے محصول ۸/ حفظ صحت کی بہترین کتاب کلید صحت ۱/ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوائیں

ملنے کا پتہ ایچ نجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

منکہ غلام فاطمہ زوجہ
۴۵۷۵ ملک عبدالستار قوم اعوان
پیشہ زمینداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن دوالمیال ڈاک خانہ خاص ضلع جہلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ر مئی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت سوائے ۲۵۰ روپے حق مہر کے اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ زیور بھی اس وقت کسی قسم کا میرے پاس نہیں ہے۔ میں اپنے حق مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں میں اس رقم کو جو میرے ذمے ۱/۱۰ حصہ کی واجب الادا ہوئی ہے۔ اپنی زندگی میں انشاء اللہ ادا کردوں گی۔ اور میں اقرار کرتی ہوں کہ مبلغ ۸ روپے سالانہ قسطاً ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر میں کوئی رقم یکشت ادا کردوں تو اس کی رسید حاصل کروں گی۔ اور اگر خدانخواستہ میں زر وصیت ادا کرنے سے پہلے مرجاؤں۔ تو اس کی ادائیگی کا ذمہ دار میرا خاوند مسمی عبدالستار یا میری اولاد ہوگی۔ اور اگر اس کے علاوہ بھی کوئی جائیداد نقدی یا زیور کی صورت میں میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مالک ہوگی۔ اور اگر زندگی میں کوئی جائداد میرے پاس ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ میں خود ادا کردوں گی۔

العبد:- نشان انگوٹھا غلام فاطمہ حال قادیان دارالرحمت

گواہ شد:- ملک ستار محمد خاوند موصیہ عرف عبد الستار

گواہ شد:- عبدالرحمن موصی ۱۰۰۰۵ دوالمیال

گواہ شد:- سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال

منکہ عبدالستار عرف ستار
۴۵۷۶ محمد ولد پیراں بخش صاحب
قوم اعوان پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن دوالمیال ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ر مئی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مجھے اس وقت چھ روپے ماہوار پنشن گورنمنٹ کی طرف سے ملتی ہے۔ اور میری زمین کل ۱۶ بیگہ ہے۔ میں اپنی پنشن آمد ماہوار کا تادم زیست ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور زمین کا بھی ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میں ۱/۱۰ حصہ کی قیمت اپنی زندگی میں ادا کردوں تو انجمن کو میرے ۱/۱۰ حصہ پر قابض ہونے کا حق نہ ہوگا۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں ۱/۱۰ حصہ زمین کی قیمت کا ادا نہ کرسکوں تو میرے ورثاء اس کو ادا کریں۔ کسی قسم کی روک پیدا کرنے کا وارثوں کو حق نہ ہوگا۔ اور اس کے علاوہ بھی اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مالک متصور ہوگی۔ اور اگر ۱/۱۰ حصہ کی قیمت سب کی یا کچھ حصہ کی ادا کرکے صدر انجمن سے رسید حاصل کرلوں تو اس قدر ۱/۱۰ حصہ سے منہائی کرکے باقی پر انجمن قبضہ کرسکتی ہے۔ میرے لڑکے بفضل خدا اس وقت احمدی ہیں اور زمین کی جس قدر آمدنی ہوگی اس کا چندہ بھی ادا کرتا رہوں گا۔

العبد:- ملک ستار محمد پنشنر بقلم خود حال دارالرحمت قادیان

گواہ شد:- عبدالرحمن احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ دوالمیال

گواہ شد:- سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال

میں سید وزارت حسین
۴۸۰۴ ولد سید ہدایت حسین
صاحب مرحوم قوم سید پیشہ زمینداری عمر تقریباً پچپن سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن موضع اورین ڈاکخانہ کجرہ ضلع مونگیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷ ماہ اپریل ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

الف:- حقیت ملکیت چند توزیعات وجاگیرات مع اراضیات وبکاشت و خانہ ہائے سکونتی رعایان وحقیت جوت ہائے رعیتی باحق سفا بقضت قابل الانتقال موروثی ومحصولہ وحقیت رہن باقبضہ تحریری وزبانی بابت حقیت ملکیت چند توزیعات واراضیات بکاشت وجوت رعیتی واقع موضع اورین وغیرہ چند موضوعات درون پرگنہ ہائے سورجگڈھا وسنگھول ضلع مونگیر ومکانات سکونتی زنانہ ومردانہ بشرکت دیگر شرکایان واقع موضع اورین پرگنہ سورجگڈھا ضلع مونگیر کہ بحالت موجودہ مالیت جائداد ہائے مذکورین کی تخمیناً مبلغ ۱۳۱۰۰ تیرہ ہزار ایک سو نوے روپے معہ زر قرضہ رہن باقبضہ مذکور یافتنی منمقر کے ہے۔

ب:- اراضی لاخراج واراضی رعیتی قابل الانتقال محصولہ خاص واقعہ محلہ سعدی پور شہر مونگیر متصل مسجد احمدیہ جو آج کل افتادہ ہے کہ بحالت موجودہ مالیت اس کی تخمیناً مبلغ ۶۱۵ سماغ روپے ہے۔

ج:- اراضیات جوت ورعیتی باحق متقابضت قابل الانتقال واقع موضع کنگری پرگنہ کھر کو ضلع مونگیر بندوبست دوامی خاص منجانب راج مونگیر باسم مرضی بابو بیجے کمار کورجی رسدی خاص منمقر نصف بشرکت منشی عزیزالدین صاحب ساکن موضع پیرالطیف پرگنہ کھر گیا ضلع مونگیر کہ جس کی مالیت بحالت موجودہ تخمیناً مبلغ الف ۱۲۰۰ روپیہ (ایک ہزار دو سو روپیہ ہے) ہے۔

حسب صراحت بالا جملہ مالیت منمقر کے جائداد تخمیناً مبلغ ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار روپیہ ہے۔ منمقر کے ذمے پیران و دختران منمقر از بطن زوجہ اول منمقر بی بی خدیجۃ الکبریٰ عرف متمہ مرحومہ کا بابت دین مہر زوجہ موصوفہ مبلغ ۵۰۰۰ بابت سہام شرعی اور بی بی صابرہ زوجہ ثانی منمقر کا بابت دین مہران کے مبلغ ۳۰۰۰ تین ہزار جملہ ۸۸۳۰ آٹھ ہزار آٹھ سو چونتیس روپے واجب الادا ہے۔ منمقر کا ارادہ ہے کہ بعوض دین مہر ہائے واجب الادا مذکورین کے کچھ نقد ادا کردوں۔ اور بقیہ زر واجب الادا کے عوض میں اسی قدر مالیت کی جائیداد اور منجملہ جائیداد ہائے مذکورہ بالا کے بحق پسران و دختران منمقر مذکورین و زوجہ ثانی منمقر موصوفہ کے منتقل کردوں اگر تادم مرگ ایسا نہیں کرسکوں۔ یا زر واجب الادا مذکورین جزو یا کل کسی اور صورت سے بھی ادا نہیں ہوسکے۔ تو جائداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ سے منمقر کے زر واجب الادا مذکورین جزو یا کل جیسی حالت ہو ادا کی جاسکے۔ سردست میرا گزارہ صرف جائیداد ہائے مذکورہ بالا پر ہے۔ اور اس وقت کوئی دیگر ذریعہ آمد ملازمت وغیرہ سے نہیں ہے۔ اگر آئندہ کوئی ذریعہ آمد بذریعہ ملازمت یا کسی اور صورت کے سوائے جائیداد کے ہوگی۔ تو اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری خالص جائداد منقولہ وغیر منقولہ بعد وضع دین مہر و دیگر قرض ہائے جو بوقت وفات ثابت ہو اور قرار پائے اس کے بھی نویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ دین مہر مذکورین ادا ہوکر یا جدید جائیداد حاصل ہوکر یا دیگر کسی صورت سے جو کچھ بھی کمی و بیشی مالیت میں جائیداد منمقر کے ہوگی۔ یا جو ذریعہ آمد سوائے جائیداد کے آئندہ پیدا ہوگی۔ اس کی اطلاع حسب موقع منمقر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں دیتے رہنے کی حتی الوسع کوشش کرونگا

العبد:- سید وزارت حسین بقلم خاص ۷ر اپریل ۱۹۳۷ء

گواہ شد:- ابوالفتح محمد عبدالقادر ساکن موضع پوربنی ضلع بھاگل پور بقلم خاص ۷ر اپریل ۱۹۳۷ء

گواہ شد:- علی احمد ساکن جگاؤں پرگنہ کھل گاؤں ضلع بھاگل پور بقلم خاص ۷ر اپریل ۱۹۳۷ء

415
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک رسید بک کے متعلق ضروری اعلان

مولوی سکندر علی صاحب آنریری انسپکٹر بیت المال۔ دفتر بیت المال سے ایک رسید بک ۵۹ چندہ کی فراہمی کے لئے لے گئے تھے۔ لیکن ان سے یہ رسید بک قادیان اور بھینی کے راستہ میں یا اور کہیں گم ہوگئی ہے۔ جس صاحب کو ملی ہو۔ براہ مہربانی دفتر بیت المال میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ نیز اس نمبر کی رسید بک پر تا اطلاع ثانی اگر کوئی صاحب چندہ وصول کریں۔ تو انہیں ہرگز چندہ نہ دیا جائے۔ بلکہ چندہ وصول کنندہ کے نام سے فوراً دفتر بیت المال کو اطلاع دی جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

استہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب لالہ سنسار چند صاحب بھنڈاری بی اے ایل ایل بی پی سی ایس گارڈین جج بہادر گجرات

مقدمہ گارڈین ۲ بابت ۱۹۳۷ء

غلام رسول ولد حسن محمد قوم شیخ ساکن گجرات .. .. سائل

بنام

مسمات حافظاں بی بی وغیرہ .. .. .. مسئول علیہم

درخواست تقرر گارڈین محمد اصغر و محمد یوسف مفرد صنہ پسران غلام رسول و مسمات ممتاز بیگم مغرو صنہ دختر غلام رسول

بنام

نورجہاں زوجہ محمد اکرم ساکن لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں سوداگر بوٹ

۲۔ فضل نور زوجہ محمد امین قوم شیخ ساکن جہلم

مقدمہ مندرجہ بالا میں سائل نے درخواست مع بیان حلفی گذرانی ہے کہ تم مسمات نورجہاں و مسمات فضل نور رشتہ داران نابالغان کی تعمیل کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ اور کئی بار نوٹس ہائے جاری ہو چکے ہیں۔ لیکن تم عمداً تعمیل سے گریز کر کے روپوش ہو۔ اور تعمیل نوٹس ہائے نہیں کرتی ہو۔ اس لئے تمہارے خلاف بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ اور تم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ تم بتاریخ یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو بوقت ۷ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ وکیل خود کے جو عذر نسبت تقرر گارڈین مذکوران رکھتے ہو۔ پیش کرو۔ ورنہ تاریخ مقررہ پر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۴ ر ماہ جون ۱۹۳۷ء کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

ضرورت رشتہ

ایک شریف گھرانے کی لڑکی عمر ۱۴ سال پرائمری پاس امور خانہ داری سے واقف کے لئے برسر روزگار رشتہ کی ضرورت ہے۔

درخواستیں ت معرفت مینجر الفضل آنی چاہئیں

(دوائی اٹھرا)

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح اول کے شاگرد کی دکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست قے ہچکی درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے خون کے دھبے پڑنا دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کیلئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نورالدین صاحب طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ کمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک (المشتہر)

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان پنجاب

بعدالت ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

دیوانی ابتدائی مقدمہ ۱۳۶ ۱۹۳۷ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۹۱۳ء اور دی زراعت اینڈ انڈسٹریز لمیٹیڈ (زیر لیکویڈیشن)

قرضخواہان کو اطلاع

مذکرہ بالا کمپنی کے قرضخواہوں کو بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ ۸ رجولائی ۱۹۳۷ء کو یا اس سے قبل اپنے نام اور پتے اور اپنے قرضہ جات و مطالبات کی تفصیلات اور اگر ان کے مختار ہائے مجاز ہوں تو ان کے نام اور پتے مسٹر نردتم سنگھ ۱۶ ایڈورڈز روڈ لاہور آفیشل لیکویڈیٹر کمپنی مذکور کو بھیجدیں۔ اور اگر انہیں آفیشل لیکویڈیٹر مذکور یا اس کے اٹارنی یا پلیڈر کی طرف سے تحریری نوٹس دیا جائے۔ تو وہ ان تاریخوں میں جن کی ایسے نوٹسوں میں تخصیص کی گئی ہو۔ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور میں حاضر ہو کر اپنے قرضہ جات اور مطالبات کا ثبوت پیش کریں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کریں گے۔ تو انہیں ہر اس تقسیم کے فائدہ سے محروم رکھا جائے گا۔ جو ایسے قرضہ جات کے ثابت ہونے سے پیشتر عمل میں آئیگی۔

ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور میں قرضہ جات اور مطالبات کی سماعت اور ان کے فیصلہ کے لئے ۲۲ ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو دس بجے قبل دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔

۱۷ ر جون ۱۹۳۷ء

دستخط:۔ ایچ۔ او۔ ٹیلر

اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار

مہر ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

امرتسر ۱۹ جون کل صبح امرتسر کے سکھوں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا فساد کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ سندر سنگھ راگی کی نعش آملہ سے جہاں وہ زخموں کی وجہ سے جاں بحق ہوا تھا۔ امرتسر لائی گئی مقامی سکھوں نے مرگھٹ تک اس نعش کا جلوس نکالا۔ اور یہ جلوس بالآخر خونریز فساد پر منتج ہوا جس کے باعث ایک مسلمان ہلاک اور ۴۸ زخمی ہوئے۔ شدید فساد اس وقت ہوا۔ جب کہ جلوس مرگھٹ سے واپس آ رہا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے مرگھٹ سے واپس آنے پر مسلمان دکانداروں پر حملہ کر دیا۔ شدید خطرہ کے پیش نظر فوراً فوج بلائی گئی۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ تازہ اطلاع ہے۔ کہ آج شہر میں ہندو مسلم سکھ کوارٹروں میں مکمل ہڑتال تھی۔ تمام سکول و کالج بند تھے۔ شہر کے تمام علاقوں میں پولیس کا پہرہ متعین ہے حکام ضلع شہر کی گشت لگاتے ہیں۔ مقامی پولیس کی امداد کے لئے باہر سے پولیس کے دستے پہنچ چکے ہیں۔ آج کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اس وقت تک بیس کے قریب سکھ گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ چار نیلی پوشوں کو بھی دفعہ ۱۴۴ کے خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے

لاہور۔ ۱۹ جون معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے روزنامہ "سیاست" کی تین ہزار اور اس کے پریس کی ایک ہزار کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔ ضبطی ضمانت ایک مضمون بعنوان "کاٹھ کا الو مسٹر الیگزینڈر" کی اشاعت کے سلسلہ میں عمل میں آئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت نے اخبار سے پانچ ہزار اور پریس سے دو ہزار کی مزید ضمانت طلب کی ہے۔

شملہ ۱۹ جون ۱۷ اور ۱۸ جون کی درمیانی شب کسی کیمپ پر حملہ نہیں ہوا۔ چند وزیریوں نے میر علی اور کھل روڈ پر ایک پل کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر ٹوچی سکاوٹوں نے فائرنگ کر کے انہیں پسپا کر دیا۔ اسی شب وزیریوں کا ایک گروہ لشکر کو چھوڑ کر اپنے گھر واپس آ رہا تھا۔ کہ خاصہ داروں سے ان کا سامنا ہو گیا۔ دو ہندوؤں کو جنہیں ۱۶ جون کو اغوا کیا گیا تھا۔ واپس کر دیا گیا ہے۔

کیمل پور ۱۹ جون حضرو کے نزدیک ایک گاؤں سے ایک ہندو کے قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مسلمان نوجوان نے اسے قتل کیا۔ اور اس نے خود بخود اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔ قتل کی اطلاع سن کر حضرو میں ہندو مسلم فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ مگر پولیس کی بروقت مداخلت سے صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ملزم نے بیان کیا ہے۔ کہ مقتول نے دو ماہ ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔

لاہور ۱۹ جون ڈاکٹر عالم نے ہتک عزت کے الزام میں خان بہادر میاں احمد یار خان دولتانہ اور ایڈیٹر اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے خلاف ایک ہتک آمیز مضمون بعنوان "یونینسٹ اور کانگرس ڈرامہ" شائع کرنے کی بنا پر ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک استغاثہ دائر کیا ہے۔ درخواست میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس مضمون کی اشاعت سے مستغیث کی شہرت کو سخت دھکا لگا ہے۔

پٹنہ ۱۹ جون معلوم ہوا ہے۔ کہ بہار اسمبلی کا اجلاس جولائی کے تیسرے ہفتے رانچی میں منعقد ہوگا۔ جس میں صدر اور نائب صدر کا انتخاب عمل میں آئے گا۔

نئی دہلی۔ ۱۹ جون دہلی کے قریب ایک گاؤں بیگ پور نامی آگ لگنے سے تباہ ہو گیا ہے۔ گاؤں ساٹھ گھروں پر مشتمل تھا۔ جن میں سے ۵۰ جل چکے ہیں۔ اور تمام مال و اسباب آگ کی نذر ہو چکا ہے۔

شملہ۔ ۱۹ جون۔ ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ نے قانون انتقال اراضی میں ترمیم کے متعلق بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جسے صدر نے منظور کر لیا ہے۔ ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ صنعتی مقاصد کے لئے زمین خریدنے کے متعلق پابندیاں دور کی جائیں۔

شملہ ۱۹ جون موجودہ آئینی صورت حالات کے متعلق ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کا جو پیغام ۲۲ جون کی صبح کو اخبارات میں شائع ہوگا وہ تقریباً ۵۴ سو الفاظ پر مشتمل ہوگا۔

میڈرڈ ۱۹ جون۔ فرانکو کی ایک وسیع سازش جاسوسی کا انکشاف ہوا ہے۔ جس کے نتیجہ میں میڈرڈ میں ۲۰۰ آدمی جن میں فوجی افسر بھی ہیں۔ گرفتار کر لئے گئے ہیں انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جنوبی امریکہ کے ایک سفارتخانہ میں رہتے تھے۔ اور ان کے پاس ایک طاقتور ریڈیو سٹیشن تھا۔ جس کے ذریعہ جنرل فرانکو کے صدر مقام سے ان کا تعلق قائم تھا۔ وہ ایک مسلح بغاوت کے لئے موقع کے متلاشی بھی تھے۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے ۴۰۰ مسلح آدمیوں کا ایک دستہ تیار کر رکھا تھا۔

شملہ ۱۹ جون معلوم ہوا ہے۔ اس وقت پنجاب کے میزانیہ میں صرف دو تحریکات تخفیف کا نوٹس موصول ہوا ہے۔ یہ دونو نوٹس یونینسٹ پارٹی کے ممبروں کی طرف سے ہیں۔

شملہ۔ ۱۹ جون ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ ہندوستان میں ڈاک کے ٹکٹ جن پر ملک معظم جارج ششم کی تصویر ہوگی ہندوستان کے مختلف ڈاکخانوں میں اگست کے دوران میں فروخت ہونے شروع ہونگے

برلن۔ ۱۹ جون حکومت جرمنی نے یہ حکم جاری کیا تھا۔ کہ جرمنی میں کسی بچے کا نام "ہٹلر" نہیں رکھا جا سکتا اب مزید حکم جاری ہوا ہے۔ کہ "گوئرنگ" "گوئبلز" یا کسی اور مشہور سیاسی لیڈر کے نام پر بھی کسی بچے کا نام نہیں رکھا جا سکتا۔

ملتان۔ ۱۹ جون مجسٹریٹ درجہ اول ملتان نے ڈاکٹر رگھو ناتھ سب اسسٹنٹ سرجن خانیوال کو زیر دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند ۹ ماہ قید بامشقت اور ۱۵۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے واقعہ یہ تھا۔ کہ دو آدمی بغرض علاج ہسپتال داخل ہوئے۔ ڈاکٹر نے ان دونوں سے چالیس روپیہ لے کر وعدہ کیا۔ کہ میں سرٹیفکیٹ میں ظاہر کروں گا۔ کہ ان کے زخم شدید ہیں لیکن اس نے سرٹیفکیٹ میں معمولی زخم تحریر کئے۔

امرتسر ۱۹ جون۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۱۵ آنے ۳ پائی نخود حاضر ۲ روپے ۵ آنے کھانڈ دیسی ۷ روپے سے ۹ روپے تک ململ ۴۷۹ (۲۰ گز) ۴ روپے ۱۰ آنے ۹۲۶ ۴ روپے ۱۱ آنے ۹۷۲ ۴ روپے ۲۶ ۱۲ روپے ۱۲ آنے۔ لٹھا ۱۰ ۱۳ روپے ۲ آنے چابی ۱۳ روپے ۵ آنے آرہ ۱۲ روپے ۱۳ آنے چرخا ۹ روپے ۱۴ آنے ڈی ۱-۱۶ روپے ۲ آنے۔ چالیس ہزار ۱۷ روپے ۱۴ آنے۔ چاتو ۱۳ روپے تین بی ۱۰ روپے ۴ آنے سونا دیسی ۳۵ روپے ۸ آنے اور چاندی دیسی ۵۲ روپے ۴ آنے ہے۔

لاہور۔ ۱۹ جون۔ میاں عبدالعزیز بیرسٹر ایم۔ ایل۔ اے پنجاب اسمبلی میں دو ریزولیوشن پیش کریں گے جن میں ایک مسئلہ وراثت کے متعلق ہے جس کا منشا یہ ہے۔ کہ وراثت کے متعلق شریعت اسلامیہ پر عمل کیا جائے۔ دوسرا ریزولیوشن مسلم عورتوں کے ارتداد کے متعلق ہے جس کے ذریعہ [illegible] ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی۔